OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u14.150-158
http://www.arjish.com

انجمن حمایت اسلام لاہور کے پلیٹ فارم پر علامہ اقبال کا پہلا عوامی تعارف

The First Public Introduction of Allama Iqbal on The Platform of Anjuman Himayat-e- Islam Lahore

Dr. Muhammad Ramzan*

Abstract:
It is analyzed in this essay how Anjaman Himayat Islam came into existence and where its resources would come from. How Allama Iqbal came to this platform and how he was introduced to the public. Later, what poems he read from this platform, what positions he maintained in Anjaman Himayat Islam and what services he rendered, how long he remained active member of the 'Anjaman Himayat Islam and Iqbal's friends who remained with Iqbal on this platform.

Keywords: Anjuman Himayat-e-Islam- Aims and Objectives of Anjuman Himayat-e-Islam- Iqbal's Involvement- Poems that were read- Circle of friends- Iqbal's services

تلخیص:
اس مضمون میں یہ جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے کہ انجمن حمایت اسلام، کن مقاصد کے لیے بنائی گئی تھی۔اس کی آمدن کے وسائل کیا تھے۔علامہ اقبالؒ انجمن حمایت اسلام کے پلیٹ فارم پر کیسے آئے۔اقبالؒ نے یہاں اپنی کون کون سی نظمیں پیش کیں۔وہ انجمن کے کن عہدوں پر اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔انجمن کے پلیٹ فارم پر اقبال کے حلقہ احباب میں کون لوگ شامل رہے۔اقبال نے کتنا عرصہ یہاں اپنی خدمات سرانجام دی۔

مقالہ:

انجمن حمایت اسلام لاہور 24- ستمبر 1884ء کو قائم ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں انگریزوں کی قوت عروج پر تھی۔ عیسائی مشنریوں کی تبلیغ سے ہزاروں افراد عیسائیت کی طرف مائل ہو رہے تھے اور اس کے سدباب کے لیے کوئی ادارہ یا تنظیم موجود نہیں تھی۔ مسلمانوں کے لاوارث بچوں کی کفالت، تعلیم و تربیت اور نگہداشت کے لیے بھی کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں تھا جہاں ان کی بہبود کے لیے کوئی قدم اٹھایا جا سکتا۔ چنانچہ انہی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن حمایتِ اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا۔

انجمن حمایت اسلام کی تشکیل سرسید احمد خان (1898ء-1817ء) کی تعلیمی مساعی کے جذبے کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل میں لائی گئی۔ سرسید احمد خان نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے لازوال خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے زوال کی کیفیات کو محسوس کیا اور انہیں انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کر کے

* Assistant Professor, Department of Iqbaliat, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.
Email: ramzan.tahir@iub.edu. pk

انہیں نامساعد حالات کا مقابلہ کرنے کے قابل بنانا تھا۔

انجمن حمایتِ اسلام نے علی گڑھ تحریک کی طرز پر اپنے کام کو آگے بڑھایا۔ خاص کر اسلام اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں اس نے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ انجمن حمایتِ اسلام کو جن مقاصد کے لیے بنایا گیا وہ حسبِ ذیل ہیں:

(1) عیسائی مشنریوں کی تبلیغ کا سدِباب کرنا۔

(2) مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایسے ادارے قائم کرنا جن میں قدیم اور جدید دونوں قسم کے علوم کی تعلیم دی جائے۔

(3) مسلمانوں کے یتیم و لاوارث بچوں کے لیے ایسے ادارے قائم کرنا جن میں پرورش کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔

(4) اسلامی لٹریچر کی اشاعت کرنا۔(1)

اس ضمن میں حنیف شاہد لکھتے ہیں:

"انجمن حمایتِ اسلام کا آغاز چوّن روپے کے حقیر سرمائے سے ہوا۔"(2)

24 ستمبر 1884ء کو انجمن کے پاس کل سرمایہ صرف چوّن روپے ہی تھا۔ اس کا پہلا دفتر حویلی سکندر خان واقع ڈبی بازار لاہور میں کھولا گیا تھا۔ یہاں انجمن کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے تھے۔ شہر لاہور کی مسلمان خواتین دونوں وقت آٹا گوندنے سے قبل مٹھی بھر آٹا انجمن کے نام پر مٹی کے برتن (چٹوری) میں ڈال دیا کرتی تھیں۔ یہ انوکھا طریقہ انجمن کے بانیان نے ایجاد کیا تھا۔ آٹا جمع کرنے والے کوئی رضاکار یا تنخواہ دار ملازم نہیں بلکہ خود بانیانِ انجمن ہوا کرتے تھے۔ یہ عجیب منظر ہوتا تھا کہ انجمن کے قابلِ احترام لوگ تھیلے اٹھائے شہر کا چکر لگاتے تھے۔

محمد حنیف شاہد کے مطابق:

"یہ بزرگ یہ شعر پڑھتے تھے اور اس کو گونج ہر طرف سنائی دیتی تھی:

"آٹا پا چٹوری صدقہ جان پیاری دا"(3)

یہ انجمن ملی چندہ کے ذریعے چلتی تھی۔ چنانچہ اسے ایسے ذرائع کی تلاش رہتی تھی جن سے انہیں چندہ حاصل ہوسکے۔ انجمن کے سالانہ اجلاس بھی اسی غرض سے منعقد ہوتے تھے تاکہ چندہ اکٹھا کیا جاسکے۔ انجمن کے اجلاس جو ہر سال کے بعد منعقد ہوتے تھے پنجاب اور بیرونِ پنجاب کے لیے سالانہ میلے کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالا دروازہ لاہور کے وسیع صحن میں اس کے اجلاس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اسٹیج پر ممتاز علماء، ادباء، شعراء اور دیگر ملی رہنما جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔ انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسوں میں شریک ہوکر یہ حضرات اپنے ایمان افروز خطبات اور منظومات سے لوگوں کے دلوں میں تازہ حیات بخشتے تھے۔ انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسے ہماری قومی تاریخ میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ان جلسوں میں ہندوستان کی نامور شخصیات جمع ہوکر مسلمانوں کو اتحاد اور عمل کا درس دیا کرتی تھیں۔

" ان شخصیات میں سر سید احمد خان (1898ء-1817ء)، مولوی نذیر احمد (1912ء-1836ء)، سر عبدالقادر (1950ء-1874ء) علامہ اقبال (1938ء-1877ء) اور قائدِ اعظم محمد علی جناح (1948ء-1876ء) کے نام شامل ہیں۔(4)

انجمن حمایتِ اسلام لاہور کی سر گرمیاں مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں بڑی معاون ثابت ہوئیں۔ تحریکِ پاکستان مسلم لیگ اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے پیغام کی اشاعت اور ابلاغ میں انجمن نے اپنا فریضہ انجام دیا۔ انجمن کے سالانہ جلسوں کے ضمن میں انجمن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے مشاعروں کی تعداد سیکڑوں ہے۔ ان مشاعروں میں بہت سی نظمیں پڑھی گئیں اور کئی لوگ قومی سطح پر متعارف ہوئے۔ یہی وہ انجمن کا اسٹیج تھا جس کے ذریعے علامہ اقبال بھی متعارف ہوئے۔ دیکھا جائے تو انجمن کے سالانہ جلسوں نے ایک طرف اقبال کے لیے دعوت کا اچھا مرکز مہیا کر دیا اور دوسری طرف انجمن کے سالانہ جلسے بارونق ہو گئے۔ انجمن حمایتِ اسلام کا یہ پلیٹ فارم اقبال کی وسیع شہرت کا بھی باعث بنا۔ دیکھا جائے تو اقبال کی شاعری کو ابتدائی دور میں ہر دل عزیز بنانے کے لیے دو وسیلے بہت کام آئے۔ اول انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ اجلاس اور دوم رسالہ "مخزن" دونوں نے علامہ اقبال سے فائدہ اٹھایا اور دونوں نے علامہ اقبال کے لیے اپنی اپنی خدمات سر انجام دیں۔ ان دونوں ذرائع سے علامہ اقبال کی شاعری کو فروغ ملا۔

انجمن حمایتِ اسلام ابھی ابتدائی منازل طے کر رہی تھی، وہ مشن جو یہ لے کر میدانِ عمل میں اتری تھی لوگوں میں مقبول ہونے لگا۔ اس کے جلسے اس زمانے میں شیر اں والا سکول لاہور کے اندرونی میدان میں منعقد ہوتے تھے۔ اقبال اس وقت تک محض شیخ اقبال کے نام سے جانے جاتے تھے۔ "انجمن کے پلیٹ فارم سے پہلی نظم "نالۂ یتیم" انجمن کے پندرہویں سالانہ اجلاس منعقدہ 24 فروری 1900ء میں پڑھی۔ اس جلسے کی صدارت شمس العلماء مولوی نذیر احمد نے کی تھی۔"(5)

"نالۂ یتیم" کے نفسِ مضمون اور شاعر کے لب و لہجے نے سامعین کی آنکھیں اشک بار کر دیں۔ نظم کی تاثیر اور سوز و گداز نے پورے ماحول کو آبدیدہ کر دیا تھا۔ حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ نظم اتنی مقبول ہوئی کہ حاضرین نے اکثر بند بار بار پڑھوائے۔

"چاروں طرف سے چندے کی بوچھاڑ ہوئی اور بے کس و بے بس اطفال قوم کے لیے خاطر خواہ سرمائے کا انتظام ہو گیا۔ نظم کے ایک ایک شعر پر داد ملی اور اس کی ایک ایک مطبوعہ کاپی چار چار روپے میں فروخت ہوئی۔ "نالۂ یتیم" پہلی نظم تھی جو اقبال نے ہزاروں کے مجمع میں پڑھی تھی۔"(6)

اس نظم نے حاظرین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی تھی۔ بعض افراد کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ لوگ پوری توجہ سے بیٹھے تھے اور ہر ایک مصرع پر داد دے رہے تھے۔

محمد حنیف شاہد کے مطابق:

"نالہ یتیم کے نفسِ مضمون اور شاعر کے دلکش لہجے نے وہ سماں باندھا کہ حاضرین ہمہ تن گوش تھے اور ان کی آنکھیں اشک بار تھیں۔"(7)

جب یہ نظم پڑھی جا رہی تھی تو "پیسہ اخبار" والے منشی عزیز نے چند بند پڑھے جانے کے بعد اس غرض سے روک دیا کہ نظم کی مطبوعہ کاپیاں ابھی باقی ہیں انہیں فروخت کر لیا جائے۔ ہر کاپی کی چار روپے قیمت مقرر کی گئی لیکن اس کے باوجود مانگ میں بدستور اضافہ ہوتا رہا۔

"بعض حضرات نے کاپیاں خرید کر انجمن کو اس شرط پر عطیہ کر دیں کہ کوئی جلد پچاس روپے سے کم فروخت نہ ہو۔ چند لمحوں بعد وہ کاپیاں

بھی فروخت ہو گئیں۔ اقبال کے والد اس وقت خود گیلری میں بیٹھے تھے سولہ روپے میں ایک جلد انہوں نے بھی خریدی۔"(8)

علامہ اقبال کی شاعرانہ زندگی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشاعروں میں بہت کم شرکت کرتے تھے۔ وہ مشاعروں کے شاعر نہیں تھے اور نہ انہیں واہ ! واہ ! سے کوئی واسطہ رہا۔ ان کی شاعری فکری اعتبار سے بہت بلند ہے۔ انہوں نے لفاظی سے زیادہ ابلاغ کو زیادہ ترجیح دی۔ "نالۂ یتیم" کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نظمیں انجمن کے سالانہ جلسوں کا ایک لازمہ بن گئیں۔ اس کے بعد اقبال کی نظموں نے ایک امتیازی حیثیت اختیار کر لی۔ اقبال نے کئی سال تک انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر نظمیں سنائیں جو خاص طور پر انجمن کے جلسوں کے لیے لکھی جاتی تھیں۔

"دوسرے سال پھر انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے میں نظم "ایک یتیم کا خطاب ہلالِ عید سے" پڑھی گئی۔ اس نظم کو بھی اسی شوق اور قدردانی سے سنا گیا جیسے "نالۂ یتیم" کو سنا گیا تھا۔ اس طرح اقبال کی نظموں کا سلسلہ چلتا رہا اور ان کا کلام عوام الناس کے دلوں کو گرماتا رہا۔ (9)"

اس کے بعد اقبالؒ نے مسلسل 1905ء تک نظمیں پڑھیں پھر وہ مزید تعلیم کے حصول کے لیے یورپ چلے گئے مگر اس سے قبل جو نظمیں ان میں سے

"اقبال نے 1902ء میں نظم "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب سے" پڑھی۔ 1903ء میں ابرِ گوہر بار جو بعد میں "فریادِ امت" کے نام سے معروف ہوئی اور 1904ء میں "تصویرِ درد" پڑھی گئی۔"(10)

1905ء میں اقبال حصولِ تعلیم کے لیے ولایت چلے گئے تو انجمن کے اجلاس چند سال کے لیے ان کی نظموں سے محروم ہو گئے۔ اس لیے 1905ء میں انہوں نے انجمن حمایتِ اسلام کے جلسے میں کوئی نظم نہیں پڑھی۔ آپ تین سال تک یورپ میں مقیم رہے اور جولائی 1908ء میں وطن واپس آئے۔ یورپ سے واپسی کے بعد انجمن کے تئیسویں اجلاس منعقدہ 1908ء اور چوبیسویں اجلاس جو 1909ء میں منعقد ہوا ان دونوں جلسوں میں کوئی نظم نہیں پڑھی۔

اپریل 1911ء میں آپ نے اپنی نظم "شکوہ" پڑھی جسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس سے قبل انہوں نے انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں جتنی نظمیں پڑھی تھیں انہیں خود چھپوا کر لاتے تھے۔ "شکوہ" وہ چھپوا کر نہیں لائے تھے۔ اقبال نے یہ نظم پڑھنا شروع کی تو مختلف سمتوں سے صدائیں بلند ہوئیں کہ یہ نظم گا کر پڑھی جائے کیوں کہ اس سے پہلے انہوں نے جتنی نظمیں پڑھی تھیں وہ گا کر پڑھی تھیں۔

"اس جلسے میں اقبال کے والد بھی موجود تھے اور نظم کے دوران ان کی آنکھیں پُر نم تھیں۔"(11)

انجمن حمایت اسلام کا ستائیسویں اجلاس اس لحاظ سے یادگار رہا کہ اس میں اقبال نے اپنی طویل نظم شمع شاعر پڑھی تھی، اس میں سامعین کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ تھی۔

"اقبال نے انجمن کے ستائیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ 16۔اپریل 1912ء کو نظم "شمع و شاعر" پڑھی۔ سامعین کی تعداد تقریباً دس ہزار بتائی جاتی ہے۔ طویل نظم ہونے کی وجہ سے اس کو دو نشستوں میں پڑھا گیا۔ پہلی نشست کی صدارت فقیر سید افتخار الدین اور دوسری نشست کی صدارت مرزا سلطان احمد نے کی۔"(12)

22 اپریل 1916ء کو انجمن حمایتِ اسلام کا اٹھائیسواں اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اقبال نے نظم "بلال" پڑھی۔ 4-اپریل 1920ء کو انجمن کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اقبال نے اپنی دو نظمیں "ارتقاء" اور "مردِ آزاد" کے عنوان سے پڑھیں۔ انجمن کا یہ بتیسواں سالانہ اجلاس تھا۔ انجمن حمایتِ اسلام کے سینتیسویں سالانہ جلسے میں اپنی طویل نظم "خضرِ راہ" پڑھی۔

"یہ اجلاس 16 اپریل 1922ء کو منعقد ہوا۔ اس زمانے میں اقبال انجمن حمایتِ اسلام کے سیکرٹری تھے۔"(13)

مارچ 1922ء میں اقبال نے انجمن حمایتِ اسلام کے اڑتیسویں سالانہ اجلاس میں اپنی طویل نظم "طلوعِ اسلام" سنائی۔ انجمن حمایت اسلام کے اکاونویں اجلاس منعقدہ 10 تا 12 اپریل 1932ء میں انہوں نے "نغمہ سرمدی" پڑھی۔ "اس اجلاس میں اقبال نے ایک طویل مدت کے بعد شمولیت اختیار کی تھی۔"(14)

اقبال 1920ء سے ستمبر 1924ء تک انجمن حمایت اسلام کے جنرل سیکرٹری رہے اور اسی دوران آپ صدارت کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ آپ انجمن حمایتِ اسلام کے آٹھویں صدر تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق ان کی ذاتی نادر کتب کا ایک بیش بہا ذخیرہ اسلامیہ کالج لاہور کو دیا گیا۔ انجمن کی صدارت سے مستعفی ہونے کے باوجود وہ انجمن حمایتِ اسلام کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ انہوں نے انجمن کے ساتھ اپنے تعلق کو ہمیشہ قائم رکھا۔

انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر اقبال کے چند مخلص دوستوں کا تذکرہ ناگزیر ہے جو انجمن کے پلیٹ فارم پر اکثر اقبال کے ساتھ رہے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی اور ہمیشہ اقبال کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھے۔ ان احباب میں احمد دین کا نام اولیت رکھتا ہے۔

احمد دین (1929ء-1866ء) لاہور میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز ایک مسجد کے مکتب سے کیا۔ بنیادی تعلیم گوجرانوالہ سے حاصل کی جہاں ان کے والد ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان کے والد کا تبادلہ لاہور ہو گیا اور احمد دین کو سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں داخل کرا دیا گیا جہاں سے انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔

مشفق خواجہ کے مطابق:

"وہ انگریزی میں ایم۔اے کرنا چاہتے تھے اور اس غرض سے انہوں نے مذکورہ کالج میں داخلہ بھی لیا تھا لیکن جلد ہی انہوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا اور قانون کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔"(15)

تعلیم سے فراغت کے بعد احمد دین "پیسہ اخبار" سے منسلک ہو گئے۔ اسی اخبار کے توسط سے ان کی علمی و ادبی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ ابتداء میں صحافت کا پیشہ اختیار کیا لیکن بعد میں اسے ترک کر کے وکالت سے وابستہ ہو گئے اور اسے ہی اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ احمد دین نے محض پیشہ

وارانہ خدمات ہی سر انجام نہیں دیں بلکہ مختلف سماجی اور رفاہی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انجمن حمایتِ اسلام سے ان کا گہرا تعلق رہا۔ وہ طویل عرصہ تک انجمن کے اسکولز سب کمیٹی اور تالیف وطبع کے سیکرٹری رہے۔ انجمن حمایتِ اسلام کے سالانہ جلسوں میں بھی نہایت دلچسپی لیتے رہے۔

احمد دین اور اقبال کی دوستی اخلاص پر مبنی تھی۔ دونوں نے ہمیشہ محبت اور احترام کے رشتے کو ملحوظ رکھا۔ احمد دین کو اقبال سے محبت تھی، دونوں کی دوستی ہر اعتبار سے مثالی تھی۔ تعلقات کے آغاز سے احمد دین کی وفات تک دونوں میں گہرے مراسم رہے۔ دونوں کشمیری الاصل تھے اور اس طرح قدرتی طور پر دونوں میں ایک دوسرے کے لیے کشش تھی۔ دونوں نے مل کر انجمن حمایتِ اسلام کے لیے کام کیا، دونوں قانون دان تھے۔ اقبال نے بعض ذاتی معاملات میں ان سے ذاتی معاونت حاصل کی اور قانون دان ہونے کے تعلق نے دونوں کی دوستی کی بنیادوں کو استحکام بخشا۔

مولوی احمد دین کو اقبال سے والہانہ لگاؤ تھا۔ انہوں نے اقبال کی شاعری اور شخصیت پر کتاب تحریر کی جو ایثار اور خلوص کی ایک مثال تھی۔ اس کتاب (اقبال) میں احمد دین نے اقبال کے حالاتِ زندگی کے علاوہ ان کی نظمیں مثلاً "شکوہ"، "جوابِ شکوہ"، "فریادِ امت"، "طلوعِ اسلام" وغیرہ بھی شامل تھیں۔ اس کتاب میں شاعری پر سیر حاصل تبصرہ کرنے کے علاوہ وہ کلام جو انہوں نے خلوص و محبت سے جمع کر کر رکھا تھا وہ بھی شائع کر دیا۔ احمد دین کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ یہ کلام کہیں ضائع نہ ہو جائے اور کتاب دیکھ کر اقبال کو بھی خوشی ہو گی کیوں کہ اس وقت تک اقبال کے اردو کلام کا کوئی باقاعدہ مجموعہ منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ کتاب جب منظرِ عام پر آئی تو احمد دین کو سخت مایوسی ہوئی کیوں کہ اقبال نے اسے پسند نہیں کیا۔ مولوی احمد دین کو جب اقبال کی ناراضی معلوم ہوئی تو انہوں نے اس اشاعت کے تمام نسخے نذرِ آتش کر دیے۔ صرف دو تین نسخے جو انہوں نے دوستوں کو بطور تحفہ دیے تھے محفوظ رہے۔ اقبال کو جب علم ہوا تو انہیں اس بات کا شدید افسوس ہوا۔ احمد دین سے معذرت طلب کی اور انہیں دوبارہ اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دوبارہ کتاب شائع کریں۔ 1924ء میں "بانگِ درا" کی اشاعت کے بعد 1926ء میں یہ کتاب دوبارہ شائع ہوئی لیکن اس میں احمد دین نے کچھ ترامیم اور اضافے بھی کیے۔

اقبال اور احمد دین کے مابین دوستانہ مراسم طویل مدت تک قائم رہے۔ اقبال کو ادبی سطح پر متعارف کروانے میں احمد دین کی بہت سی کوششیں شامل تھیں۔ ان کی تصنیف "اقبال" اقبالیات کے موضوع پر خشتِ اول کا مقام رکھتی ہے۔

اقبال کے قریبی رفقاء میں شیخ عبدالقادر (1874ء-1950ء) کا نام بھی نمایاں ہے۔ وہ اپنے علمی و ادبی کارناموں کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اردو زبان و ادب نیز انجمن حمایتِ اسلام کی خدمات کے لیے وہ ہمیشہ سر گرم رہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے رسالہ "مخزن" 1901ء میں جاری کیا، جس میں انہوں نے اس زمانے کے ممتاز ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کو شائع کیا۔

علامہ اقبال کی ایک نظم "عبدالقادر کے نام" بانگِ درا میں شامل ہے جس میں انہوں نے عبدالقادر سے اپنے نظریات اور دوستانہ مراسم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خطاب کیا ہے۔ اس نظم سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال عبدالقادر کو اپنا مخلص اور رازداں تصور کرتے تھے۔ دونوں احباب ملتِ

اسلامیہ کے تہذیبی، سیاسی نشاۃ الثانیہ کے باب میں ہم خیال معلوم ہوتے ہیں۔" بانگ درا" میں شامل اقبال کی پہلی نظم "ہمالہ" سب سے پہلے "مخزن" میں شائع ہوئی تھی۔1924ء میں "بانگ درا" جب شائع ہوئی اس کا دیباچہ سر شیخ عبدالقادر نے تحریر کیا جو اقبال کی شاعری کا بھرپور تعارف ہے جسے پڑھ کر اقبال کی شاعری اور اس کے امکانات کا اندازہ ہوتا ہے۔

"سر شیخ عبدالقادر کا سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ وہ اقبال کو انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر لائے۔"(16)

"مخزن" کے صفحات اور انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر آنے سے قبل علامہ اقبال عوامی حلقوں میں غیر معروف تھے۔ انہیں عوام الناس سے متعارف سر عبدالقادر، "مخزن" اور "انجمن حمایتِ اسلام" نے ہی کروایا۔

انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر اقبال کے قریبی دوستوں میں نواب سر ذوالفقار کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ نواب سر ذوالفقار، اقبال کے دیرینہ دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ یہ وہی نواب ذوالفقار ہیں جن کی تیز رفتار، بے آواز موٹر کا ذکر اقبال نے اپنی ایک نظم میں کیا جو "بانگ درا" میں شامل ہے۔ اس نظم کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

؎"کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خان کا کیا خاموش
ہنگامہ آفریں نہیں اس کا خرامِ ناز
مانندِ برق تیز، مثال ہوا خموش"(17)

نواب ذوالفقار علی خان لاہور کے سر برآوردہ عمائدین میں سے تھے۔ اقبال کے حلقہ احباب میں ان کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ انجمن حمایتِ اسلام پر ایک ایسا وقت بھی آیا جب اس کی ساکھ خراب ہونے لگی تھی اور روز بروز اس کے چندے میں بھی کمی آگئی تھی۔ انجمن کے خیر خواہوں نے حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اقبال کو انجمن کا آنریری سیکرٹری بنایا تھا۔ انجمن حمایتِ اسلام کا پینتیسواں سالانہ جلسہ جو 2 تا 4 اپریل 1920ء کو منعقد ہوا تھا 2 اپریل کے جلسے کی صدارت نواب ذوالفقار علی خان نے کی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے اقبال کو آنریری سیکرٹری منتخب ہونے پر ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا تھا:

"ڈاکٹر اقبال صاحب جو آنریری سیکرٹری ہوئے ہیں ان کی نظیر ہندوستان بھر میں نہیں ملتی۔ ڈاکٹر صاحب میں جو طاقت اور علم ہے وہ کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ اپنی لیاقت بنی نوع انسان کی خدمت اور بہبود میں صرف کریں۔"(18)

نواب سر ذوالفقار اور علامہ اقبال نے انجمن حمایتِ اسلام کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ اس ادارے کو فعال بنایا اور اس کی ساکھ کو بھی بحال رکھا۔

نواب سر میاں محمد شفیع کا تعلق بھی اقبال کے قریبی رفقاء میں ہوتا ہے۔ سر محمد شفیع ایک مشہور قانون دان تھے اور اکثر انجمن حمایتِ اسلام کی محفلوں کو رونق بخشتے تھے۔ انہوں نے انجمن حمایتِ اسلام کے چوالیسویں سالانہ اجلاس کی صدارت کی تھی۔ یہ اجلاس 12 تا 14 اپریل

1929ء کو منعقد ہوا تھا۔ میاں محمد شفیع کا شمار انجمن کے مخلص کارکنوں اور اقبال کے بااعتماد دوستوں میں ہوتا ہے۔ آپ انجمن کی اکثر مجالس میں جلوہ افروز ہوتے رہے۔

شیخ گلاب دین بھی انجمن حمایتِ اسلام کے سر گرم کارکنان میں سے تھے۔ وہ سیال کوٹ کے رہنے والے تھے اور اقبال کے دوست تھے۔ آپ لاہور کی سیاسی اور تہذیبی زندگی میں نمایاں مقام رکھتے تھے اور اقبال کے بااعتماد دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔

فقیر سید افتخار الدین کا تعلق بھی لاہور سے تھا۔ آپ نے بھی انجمن حمایتِ اسلام کی ترقی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کا شمار بھی اقبال کے لاہور کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے انجمن حمایتِ اسلام کے ستائیسویں اجلاس میں جو 16 اپریل 1912ء کو منعقد ہوا اپنی نظم "شمع و شاعر" پڑھی تھی۔ انجمن حمایتِ اسلام کا یہ جلسہ فقیر سید افتخار الدین کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔

علامہ اقبال کا یہی وہ خاص حلقہ احباب تھا جو انجمن حمایتِ اسلام کے پلیٹ فارم پر رونق افروز ہوتا تھا۔ ان کی کوششوں سے ہی اقبال انجمن کے اسٹیج پر آئے اور وہ قومی سطح پر متعارف ہوئے۔

سفارشات:

کلام اقبال کی ترویج کے سلسلے میں انجمن حمایت اسلام کی گراں قدر خدمات ہیں۔ یہ پلیٹ فارم اگر نہ ہوتا تو شاید اقبالؒ کو ہندوستان میں کبھی پذیرائی نہ ملتی اور وہ گم نامی کی حالت میں ہی اپنی شاعری کو خیر باد کہہ دیتے۔ انجمن حمایت اسلام نے جہاں اقبال کو متعارف کروایا اس کے ساتھ اردو نظم کو بھی فائدہ پہنچا۔ اس تنظیم نے لاہور میں بے مثل تعلیمی ادارے قائم کیے جن کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اس تنظیم کے توسل سے بہت سے مسلم زعما آپس میں متعارف ہوئے، ایک طرف علیگڑھ تحریک مسلمان کی بہبود کے لیے کوشاں تھی تو دوسری طرف انجمن حمایت اسلام مسلمان کی فلاح کے لیے دن رات کوشاں تھی۔ قیام پاکستان کے ضمن میں بھی اس انجمن کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس مضمون میں اس بات کا احاطہ کیا گیا ہے کہ "انجمن حمایت "اسلام اور رسالہ مخزن نے اقبال کو متعارف کرانے کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔

References

1. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:26
2. Ibid.
3. Ibid.
4. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:31
5. Javed Iqbal, Zinda Rood, p:98
6. Ibid.
7. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:71
8. Javed Iqbal, Zinda Rood, p:99
9. Molvi Ahmed Deen, Iqbal Murattab: Mushfiq Khwaja, p:113
10. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:74
11. Muhammad Tariq Farooqi Seerat-e-Iqbal, p:139
12. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:84
13. Ibid, p:87

14. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p.89
15. Mushfiq Khwaja, Tehqeeq Nama, Urdu Academy, Lahore, First Edition, 1991, p:307
16. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:29
17. Iqbal, Bang-e-Dara, Kareemi Press, Lahore, First Edition, 1924, p:196
18. Muhammad Hanif Shahid, Iqbal Aur Anjuman Himayat-e-Islam, p:56